کیا
سگِ مدینہ کہلانا جائز ہے؟

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003

فہرست

وجۂ تالیف

پانچ چھ ماہ پہلے کی بات ہے کہ سرگودھا سے محترم محمد اختر رضا قادری نے مجلہ الدعوۃ کے کچھ صفحات کا فوٹو بھیجا جس میں مبشر احمد ربانی صاحب کا ایک مضمون بعنوان "کیا سگ مدینہ کہلانا جائز ہے؟" تھا۔ صاحب مضمون کا موقف یہ ہے کہ اپنے آپ کو سگ مدینہ کہنا شرف انسانیت کی توہین و تذلیل ہے۔ اس لیے کسی مسلمان کو یہ کلمات نہیں کہنے چاہئیں۔

کثیر اولیا صلحاء امت نے اپنے آپ کو سگ مدینہ کہا ہے اور جتنے وہ کتاب و سنت سے آگاہ تھے ہم نہیں۔ اس مضمون کے مطابق تو ان سب نے غلط کہا حالانکہ ان تمام بزرگوں کو شریعت سے نابلد سمجھنا سراسر زیادتی ہے۔

ہم نے اپنے مضمون میں کتاب و سنت کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ بطور تواضع و انکساری اور خوف و خشیت الٰہی کے پیش نظر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسے گمراہی و جہالت قرار دینا ہرگز مناسب نہیں ہاں جس کیفیت اور نقطۂ نظر سے اولیاء امت نے یہ طریق اپنایا اس کو سامنے رکھنا نہایت ہی ضروری ہے، بحمد للہ زیر بحث مسئلہ کے بہانے اس مقالہ میں تواضع و انکساری پیدا کرنے کے لیے بھی کافی مواد جمع ہوگیا ہے جو خود اپنی جگہ ہم سب کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔

سگ سگان مدینہ
محمد خاں قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١٦٤

حضرات انبیا علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیاء عظام نے اپنے خالق و مالک کے سامنے بطور تواضع و انکساری ہمیشہ اپنے آپ کو پست سے پست اور حقیر سے حقیر بنا کر پیش کیا ہے۔ اپنے رب سے خوف اور خشیت کی بنا پر کبھی بھی اپنے آپ کو بڑا نہیں کہا اور نہ سمجھا بلکہ تمام مخلوق سے حقیر تر تصور کیا کیونکہ انہوں نے قرآنی تعلیمات کی اس روح کو پا لیا تھا کہ جو اعتراف کرتے ہوئے "ربنا ظلمنا انفسنا" کہے گا اسے بلندی اور قرب خدا نصیب ہوگا اور "انا خیر منہ" سے پستی، ذلت اور لعنت کا طوق ملتا ہے۔ حضرات انبیا علیہم السلام نے معصوم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ظالم کہا۔ صحابہ یہ آرزو کرتے ہیں کاش ہم انسان نہ ہوتے، ہمارا حساب و کتاب نہ ہوتا، ہم درخت ہوتے، ہم چڑیا ہوتے بعض نے کہا کاش ہم پیدا ہی نہ ہوتے۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کاش ہم چارپایوں کی مینگنی ہوتے اس کی پیروی میں بہت سے اہل معرفت اور ائمہ امت نے اپنے آپ کو سگ مدینہ وغیرہ کہا۔

ان کا مقصد محض یہ ہے کہ ہمارا مالک پاک ہے ہم ناپاک، وہ گھروالا ہے ہم اس کے دروازے پر دریوزہ گر، جس طرح سگ کو لوگ پہرے اور حفاظت کے لیے رکھتے ہیں کاش ہمیں بھی اللہ و رسول دین کی خدمت اور پہرے کے لیے رکھ لیں۔ کاش ہم اللہ و رسول کی عزت و ناموس پر حملہ آور ڈاکوؤں، لیٹروں اور چوروں پر کسی وفادار سگ کی طرح جان کی پرواہ کیے بغیر لپک پڑیں۔ جس طرح سگ بھوکے ننگے اپنے مالک کے دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں، کاش ہمیں بھی اپنے مالک کے دروازے پر اسی انداز میں بیٹھنا نصیب ہو جائے۔

جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے
مالک دے در راکھی کر دے صابر بکھے ننگے

جس طرح سگ اپنے مالک کے ٹکڑوں پر پلتا ہے اسی طرح ہمیں بھی اپنے آقا کے در کے ٹکڑے نصیب رہیں تو بگڑی بن سکتی ہے۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

پھر اہل معرفت نے قرآن و سنت میں سگ اصحاب کہف کے بارے میں پڑھا کہ وہ نیکوں کے ساتھ لگ گیا تو سگ ہونے کے باوجود وہ جنتی ہو گیا۔ قرآن نے اس کا بار بار تذکرہ کیا اس لیے وہ پکار اٹھے کاش ہمیں اپنے مالک کے ساتھ یہی نسبت حاصل ہو جائے۔

جن مخالفین نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ایسا کہنا خلاف شریعت اور انسانیت کی تذلیل و بے حرمتی ہے۔ ان کے سامنے قرآنی تعلیمات کا ایک پہلو تو ہے، دوسرا نہیں ہم اس مقالہ میں دونوں پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

اللہ و رسول کا ہر حکم ماننا ضروری ہے

ہر مسلمان کے لیے یہ لازم و ضروری ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات کے ہر ہر حکم پر ایمان لائے اور ان پر عمل پیرا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین
(البقرہ، ۲۰۸)

اے اہل ایمان اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی اتباع نہ کرو یقیناً وہ تمہارا اعلانیہ دشمن ہے۔

ان کے کسی حکم کو مان لینا اور کسی حکم کو نہ ماننا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں بلکہ ایسا کرنے والا تو اللہ کا بندہ نہیں بلکہ خواہش کا بندہ ہوتا ہے اس نے تو خواہش نفس کو خدا بنا رکھا ہے۔ قرآن نے ایسے بندے کے بارے میں فرمایا۔

افرأیت من اتخذ الهه هوىه
(الجاثیہ، ۲۳)

کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا ہے۔

اسی بات کی نشاندہی قرآن نے ان الفاظ میں کی ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض
(البقرہ، ۸۵)

کیا تم کتاب کا ایک حصہ مانتے ہو اور دوسرے حصہ کے ساتھ کفر کرتے ہو؟

یعنی ایسا عمل و کردار سراسر ظلم اور اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے۔ کوئی مسلمان ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ قرآن مجید کے کچھ حصہ کو مانے مگر کچھ کو قابل اعتناء تصور نہ کرے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسلام سے اس کا کیا تعلق و واسطہ؟

فہم قرآن کا اہم اصول

کسی مسئلہ کے بارے میں اگر قرآن مجید نے متعدد مقامات پر گفتگو کی ہے تو اس کے بارے میں صحیح و درست رائے قائم کرنے کے لیے ان تمام مقامات کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے کیونکہ ایک مقام دوسرے مقام کا معنی ازخود متعین کیے دیتا ہے نہ یہ کہ کسی ایک مقام کو ہمیشہ پڑھا اور دہرایا جائے مگر دوسرے مقام پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ یا آیت مبارکہ کا کچھ حصہ پڑھا جائے بقیہ ترک کر دیا جائے۔ جیسے کوئی قرآنی الفاظ "لاتقربو الصلوٰۃ" (نماز کے قریب مت جاؤ) پڑھتا ہے مگر "انتم سکاری" (جب تم حالت نشہ میں ہو) کے الفاظ چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے قرآن کی خدمت کی ہے تو یہ سمجھ لے کہ وہ شیطان کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے یہ تو قرآن میں تحریف کرنا ہے۔ قرآن مجید نے اسے اپنے ان الفاظ میں بیان کیا۔

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ (النساء، ۴۶)

پھر ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کلمات کو ان کے مقام سے اٹھاتے ہوئے ان میں تحریف کرتے ہیں۔

موجودہ دور کی چند مثالیں

ہم یہاں موجودہ دور کی چند مثالیں قارئین کے سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ مدعیٰ بھی واضح ہو جائے اور اس بات سے بھی آگاہی ہو جائے کہ تحریف کا سلسلہ آج بھی کسی نہ کسی صورت میں جاری و ساری ہے۔

۱۔ عورت کی سربراہی

ہمارے دور میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت، حکومت کی سربراہ بن سکتی ہے ان میں سے بعض نے اس پر قرآنی دلیل دیتے ہوئے قرآن کے یہ الفاظ تو نقل کیے

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف

اور عورتوں اور مردوں کے حقوق و فرائض آپس میں برابر ہیں۔

مگر اگلے الفاظ ترک کر دیئے

وللرجال علیھن درجۃ (البقرہ، ۲۲۸)

اور مردوں کو خواتین پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

کیونکہ یہ الفاظ ان کے مدعیٰ کے خلاف تھے۔

۲۔ بشریت انبیا علیہم السلام

اس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں کہ تمام انبیا علیہم السلام بشر اور انسان ہیں۔ ان میں بشریت کے تمام تقاضے اور صفات موجود مگر ان کی بشریت اتنی اعلیٰ و اکمل کہ اس پر تمام نوری مخلوق فدا و قربان، یہی وجہ ہے قرآن نے جہاں بھی کسی نبی کی بشریت کا تذکرہ کیا وہاں کسی نہ کسی ایسی صفت کا اضافہ کر دیا جو اسے دیگر بشروں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ کسی جگہ "بشراً رسولاً" (بنی اسرائیل۔ ۹۳) (یہ بشر اللہ کا رسول ہے) کہا، آپ جانتے ہیں اللہ کے بعد رسول ہی کا درجہ ہوتا ہے۔ اس درجہ کو عام بشر پانے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔ کسی جگہ اگر انسان و بشر ہونے میں مثلیت کا اعلان کیا تو ساتھ "یوحی الی" (الکہف، ۱۱۰) کا اضافہ کیا (مجھ پر وحی الٰہی کی جاتی ہے) خصوصاً حبیب ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی (النجم، ۳-۴)

آپ خواہش نفس سے نہیں بولتے آپ کا کلام سراپا وحی ہوتا ہے۔

آپ کی ہر بات کو اپنی وحی قرار دیا ہے۔
آپ کے دست اقدس کو اپنا ہاتھ فرمایا۔

ان الذین یبایعونک انمایبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم (الفتح، ۱۰)	جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی انہوں نے اللہ کی بیعت کی اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

یعنی رسول انسان ہونے کے باوجود ہر حال میں اپنے اللہ کی رہنمائی میں زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے باقی تمام مخلوق رسول کی رہنمائی میں چلتی ہے، رسول براہ راست اللہ تعالیٰ سے پاتا ہے اور باقی تمام مخلوق رسول سے لیتی ہے، لینے والا دینے والے کی برابری کا کہاں سوچ سکتا ہے؟

اسی طرح اگر عبد کہا تو "نعم العبد" (ص، ۴۴) کہا (بہت ہی خوب بندہ) خصوصاً رسالت مآب ﷺ کی عبدیت کا یہاں بھی تذکرہ کیا اسے نہایت ہی احسن و اعلیٰ انداز میں بیان کرتے ہوئے "عبدہ" فرمایا۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (بنی اسرائیل، ۱)	مقدس و پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت سیر کرائی۔

دوسرے مقام پر مقام "اوادنیٰ" پر کیے جانے والے راز و نیاز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

فاوحی الی عبدہ ما اوحی (النجم، ۱۰)	پس بات کی اس نے اپنے بندے کے ساتھ جو کرنا تھی۔

جن اہل علم کو یہ بات سمجھ آگئی انہوں نے کہا

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

عارف کامل حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے آپ ﷺ کی بشریت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا جو جواب عنایت فرمایا وہ جواب من و عن درج

ذیل ہے۔

حامدا ومصلیا از نیاز مند اہل اللہ المدعو بمہر علی شاہ الی السید المکرم جناب مخدوم صدر الدین شاہ صاحب حفظ اللہ تعالیٰ دامت عنایتہ (ملتانی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ امابعد عنایت نامہ مشتمل بر تنازع علمائے کرام دربار جواز اطلاق بشر بر آنحضرت علیہ الصلوۃ وعدم آں و حاضر و ناظر بودن حضرت سید البشر و امتنائے آں ملاحظہ سے گزرا۔

میں اس قابل نہیں ہوں کہ اہل علم و فضل کے مابین محاکمہ و مداخلت کروں، مگر امتثالاً للامر السامی ماحضر عرض کرنے پر مجبور ہوں۔

مخدوما! اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کے لیے ذکر آں حضرت ﷺ بطریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنی میں بحسب لغت عربیہ عظمت و کمال پایا جاتا ہے یا حقارت۔ میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوماً و مصداقاً متضمن بکمال ہے مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و عرفان کے رسائی نہیں رکھتا، لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کے لیے جائز اور عوام کے لیے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز۔

توضیح آدم علی نبینا علیہ السلام کو بشر کس واسطے کہا گیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آدم علی نبینا علیہ السلام کو شرف مباشرت بالیدین عطا فرمایا گیا ہے۔ (ما منعک ان لا تسجد لما خلقت بیدی) چونکہ ملائکہ اس کمال آدم سے بے خبر تھے۔ ایسا ہی ابلیس بھی فقالوا ماقالوا فرق اتنا ہے کہ ملائکہ جتلانے کے بعد سمجھ گئے اور معترف بالقصور ہوئے قالوا سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا اور ابلیس کو علاوہ قصور جہل کے غرور بھی تھا، لہٰذا ابی واستکبر الخ ھکذا قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاظہر بما لہ وما علیہ فی جواب سوال حکیم الترمذی

بشری کو کمال استجلاء کے لیے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے، اور مظاہر اور مرایا کمالات استجلائیہ سے ازگروہ انبیاء علیہم السلام سیدنا ابوالقاسم آں حضرت اصالۃ واز جماعت اولیاء کرام وارث مصرعہ وانی علی قدم النبی بدر الکمال

سیدنا عبدالقادر وامثالہ رضی اللہ عنہ وراثۃ مظہر اکمل واتم لاسمہ الاعظم ٹھہرے۔ بشری کے لیے تنزل اخیر ہونے کے باعث اس قدر اہتمام ہوا کہ ہیت اجتماعیہ و ترکیبات اسمائیہ و اتصالات و اوضاع انی خرت طینۃ آدم سے لے کر تا ظہور جسد عنصری صلی اللہ علیہ وسلم واتباعہ من ا لکمل کو متوجہ کیا گیا ہے اور خدام بنائے گئے تاکہ من رانی فقد رای الحق کا آئینہ و چہرہ علی وجہ الکمال اور پورا حق نما ہو ۔ قصہ مختصر بشری ہے کہ جس کو کہ

گر خواہی خدا بینی در چھرہ من بنگر
من آئینہ اویم اونیست جدا از من

ہونے اور کہنے کا استحقاق حاصل ہے۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ عارف کا بشر کہنا از قبل ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء المعظمہ ہوا۔ بخلاف غیر عارف کے کہ اس کے لیے بغیر انضمام کلمات تعظیم صرف لفظ بشر ذکر کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ آیت کریمہ میں بشر کے بعد "یوحی الی" اور تشہد میں "عبدہ" کے بعد "رسولہ" اور کلام اہل فضیلت و عرفان میں ہے۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر
و انہ خیر خلق اللہ کلھم

میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنت و الجماعت سے ہیں اور ذکر آنحضرت کا بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں، لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں، البتہ ان کا خیال ہے کہ قصد تحقیر اللہ بشر کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر بیان

کرچکا ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہ شیوع عرف و قصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہتے ہیں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

(فتاوی مہریہ، ١٠ تا ١٢)

لیکن ہمارے معاشرہ میں کچھ ایسے افراد ہیں جو حضرات انبیا علیہم السلام کی بشریت کو ایک عام سطح کی بشریت تصور کرتے ہیں، پھر اس کی تشہیر میں قرآنی الفاظ "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی" کو "مثلکم" تک ہی پڑھتے ہیں۔ "یوحی الی" کو سامنے لانا مناسب نہیں سمجھتے یعنی ان کی نظر صرف نبی کی اس شان و حال پر رہتی ہے جس کے اعتبار سے وہ مخلوق میں شامل ہے۔ نبی کے اس حال کی طرف توجہ نہیں جاتی جس کے اعتبار میں وہ اپنے اللہ سے واصل رہتا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ کو ہے حرف مشدد کا

اسی طرح قرآن مجید کی دوسری آیت مبارکہ

قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین — یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی۔

(المایدہ، ١٥)

کبھی بھی ان کی تقریر و خطاب کا موضوع نہیں بنتی حالانکہ جس ذات اقدس کا فرمان "قل انما انا بشر مثلکم" ہے یہ فرمان بھی اسی ذات کریم کا ہے، یہ دونوں قرآنی آیات ہیں اور دونوں کو ہی بیان کرنا لازم و ضروری ہے۔

اسی طرح جو لوگ حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں وہ آیات بشریت کے تذکرہ میں جھجک محسوس کرتے ہیں حالانکہ ان کا عقیدہ بشریت کے خلاف نہیں انہیں چاہیے یہاں وہ "قدجاء کم من اللہ نور" کو موضوع خطاب بناتے ہیں وہاں "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی" کی تفصیل سے بھی لوگوں کو آگاہ کریں الغرض جب اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو دونوں شانیں عطا فرمائی ہیں۔ تو ان میں

سے کسی ایک پر زور دینے کے بجائے دونوں کو ہی کھلے دل سے تسلیم کیا جائے۔

۳۔ مسئلہ علم غیب

غیب اس علم کو کہتے ہیں جسے حواس و عقل کے ذریعہ حاصل نہ کیا جاسکے، یعنی اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا وہ شخص جسے وہ عطا فرمادے، جنت، دوزخ، پل صراط، میزان اور حشر و نشر کے تمام معاملات غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی بھی انہیں اپنے عقل و حواس سے نہیں جان سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں وحی کے ذریعہ ان تمام حقائق سے آگاہ فرمادیا تاکہ وہ تمام لوگوں کو ان سے آگاہ کرسکیں۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے۔

وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء فامنوا بالله ورسله وان تومنوا وتتقوا فلكم اجر عظيم

(آل عمران، ۱۷۹)

اللہ تعالیٰ تمہیں غیب سے مطلع نہیں کرتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ کی زندگی بسر کی تو تمہارے لیے اجر عظیم ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

علم الغيب فلايظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول فانه يسلک من بين يديه ومن خلفه رصدا

(الجن، ۲۷)

(اللہ) غیب داں ہے وہ کسی کو اپنے غیب سے خبردار نہیں فرماتا مگر رسولوں میں سے جسے پسند فرمائے اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر فرماتا ہے۔

ان دونوں آیات میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اور بندوں پر لازم ہے کہ وہ اس پر ایمان

لائیں کہ اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اس پر مطلع فرمادیتا ہے۔ غیب پر کسی کو مطلع نہ کرنے کی پابندی نہ خود اس نے اپنے اوپر عائد کر رکھی ہے اور نہ کوئی اس پر عائد کرسکتا ہے۔ ان آیات کے باوجود یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے بتانے سے بھی کوئی غیب نہیں جانتا سراسر زیادتی ہے۔ فقط انہی آیات کو سامنے لانا جن میں علم الٰہی کا بیان ہے مثلاً

وعنده مفاتح الغيب لايعلمها الاهو

(الانعام، ۵۹)

غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون

(النمل، ۲۶)

اے نبی آگاہ کر دیجئے آسمانوں اور زمین کے غیب، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہیں جانتے کہ انہیں کس وقت اٹھایا جائے گا۔

حالانکہ ان آیات میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے اور کوئی کسی طریقہ سے حاصل بھی نہیں کرسکتا رہا یہ معاملہ کہ اللہ تعالیٰ خود اس پر کسی کو آگاہ بھی فرماتا ہے؟ تو سابقہ آیات میں خود باری تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں اپنے رسولوں کو اس سے آگاہ کرتا ہوں، اس کے بعد انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی گویا مسئلہ غیب میں اگر قرآن مجید کی تعلیم کے دونوں پہلو سامنے رہیں تو کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔

زیر بحث مسئلہ میں

زیر بحث مسئلہ کا معاملہ بھی یہی ہے اگر قرآنی تعلیمات کے دونوں پہلو سامنے آجائیں تو معاملہ ازخود حل ہو جاتا ہے آیئے ہم ان دونوں پہلوؤں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

قرآنی تعلیمات کا ایک پہلو

١- انسان مسجود ملائکہ ہے

اگر انسان اپنے رب کریم کا فرمانبردار اور صحیح بندہ بن جائے تو وہ مسجود ملائکہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے کئی مقامات پر تصریح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کے لیے فرشتوں کو حکم دیا۔

و اذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكفرين
(البقرہ، ٣٤)

یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تم آدم کو سجدہ کرو تو تمام نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافر ٹھہرا

٢- انسان کی دیگر مخلوق پر فضیلت

سورۂ بنی اسرائیل میں انسانی شرافت و تکریم کو یوں بیان کیا گیا۔

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنهم فی البر والبحر و رزقنهم من الطیبت وفضلنهم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا
(بنی اسرائیل، ٧٠)

اور یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بزرگی دی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سواری دی اور ان کو اچھی چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے ان کو بستیوں پر جنہیں ہم نے پیدا فرمایا بڑی فضیلت دی ہے۔

٣- انسان کی کامل حالت پر تخلیق

ایک مقام پر بگڑے ہوئے انسان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا۔

یایها الانسان ماغرک بربک الکریم الذی خلقک فسوک فعدلک
(الانفطار، ٦-٧)

اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا، اس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے حکمت

سے بنایا پھر اعتدال و کمال کی حالت پر پیدا کیا۔

٤- انسان کی تخلیق بہترین صورت پر

سورۂ التین میں خالق و مالک کائنات نے متعدد قسمیں اٹھانے کے بعد فرمایا۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔
(التین، ٤)

یقیناً ہم نے انسان کو سب سے بہتر صورت پر پیدا فرمایا ہے۔

یہ شرافت و بزرگی مشروط ہے

یہ قرآنی تعلیمات کا وہ پہلو ہے جس میں انسان کا مقام، شرافت، بزرگی اور اس کی تکریم کو بیان کیا گیا ہے لیکن یہ بات ہر ذی شعور پر عیاں و واضح ہے کہ یہ تمام صفات و مقامات اسی وقت ہیں جب وہ اپنے رب کریم کا بن کر رہے۔ ظاہر و باطن میں اس کا شوق و خوف رکھے، اپنے تن من پر اللہ کا رنگ چڑھا لے، اسی کی رضا اس کا مقصود و مطلوب ہو جائے۔ اس کے حبیب ﷺ اور آپ کی لائی ہوئیں تعلیمات کو حرز جاں بنا لے، بارگاہ خداوندی اور بارگاہ نبوی کے ادب و احترام کو اپنے ایمان کی بنیاد بنا لے اور اگر انسان اپنے رب اور رسول کو بھول کر خواہش نفس اور دنیا داری کو منزل و مقصود بنا لیتا ہے تو پھر اس نے اپنی انسانیت خود ختم کر دی بقول علامہ اقبال مرحوم۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

بلکہ اس صورت میں وہ انسان تو کجا وہ تو چوپائے، کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے آیئے اب ہم قرآنی تعلیمات کے حوالے سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

قرآنی تعلیمات کا دوسرا پہلو

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اس پہلو کو بھی متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے ان میں چند کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

۱- خواہش نفس کی اتباع کرنے والے کو قرآن نے کتے کی مثل قرار دیا

سورۂ اعراف کی ان آیات کو پڑھئے ان میں توحید کو چھوڑنے والے کے بارے میں خود باری تعالیٰ نے فرمایا۔

واتل علیھم نبأ الذی اتینه ایتنا فانسلخ منھا فاتبعه الشیطن فکان من الغوین ولو شئنا لرفعنه بھا ولکنه اخلد الی الارض واتبع ھوٰه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلھث اوتترکه یلھث ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا

(الاعراف، ۱۷۵، ۱۷۶)

اے نبی ﷺ ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے بھاگ نکلا آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا، یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیات کے ذریعے بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس کے ہی پیچھے پڑا رہا لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زباں لٹکائے رہے یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ہوائے نفس کی اتباع کرنے والے کو کتے کی مثل قرار دیا ہے۔

رجل سوء کتے سے بدتر ہوتا ہے

قرآن حکیم کی اس آیت کے تحت مفسرین کرام نے بھی تصریح کی ہے کہ بدکردار آدمی کتے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ علامہ محمود الوسی اس کے تحت لکھتے ہیں۔

نعم ھوا حسن من الرجل السوء

(روح المعانی پ ۹، ۱۱۵)

ہاں کتا، بدکردار آدمی سے افضل ہوتا ہے۔

آگے چل کر شیخ طیبی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ قرآن میں بیان کردہ امثلہ میں جو غور کرے گا کہ کفار و مشرکین اور ان کے بتوں کی مثال، بیت عنکبوت اور مکھی وغیرہ سے دی گئی ہیں۔

تحقق له ان علماء السوء اسوأ وا قبح من ذلک فما الغاه من مثل علیھم وما لھم فیه من التھالک فی الدنیا مالھا وجاھھا والرکون الی لذاتھا وشھواتھا من متابعة النفس الامارة وارخاء زمامھا فی مراھا

(روح المعانی، پ ۹- ۱۱۶)

اس کو معلوم ہو جائے گا کہ علما سوء ان سے بڑھ کر ہلاکت میں ڈوبے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے دنیاوی لذتوں، خواہشوں اور نفسانی شہوتوں کے حصول کے لیے اپنے نفس کی بھاگ اور لگام کو کھلا چھوڑ رکھا ہوتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول

علامہ الوسی نے اس مقام پر وہ خط نقل کیا ہے جو شیخ شہاب الدین سہروردی نے امام فخرالدین رازی کے نام تحریر فرمایا تھا، اس کی ایک سطر آپ بھی پڑھ لیجئے۔

قطرة من الهوى تكدر بحرا من العلم (روح المعانی پ ۹، ۱۱۷)

خواہش نفس کا ایک قطرہ علم کے سمندر کو گدلا کر دیتا ہے۔

کتے کے ساتھ تمثیل کی وجہ

امام فخر الدین رازی نے کتے کے ساتھ تمثیل بیان کرنے کی چار وجوہ تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک نہایت ہی اہم ہے۔

ان الرجل العالم اذا توسل بعلمه الى طلب الدنيا فذاک انما يكون لاجل انه يورد عليهم انواع علومه ويظهر عندهم نفسه ومناقبها ولا شك انه عند ذكر تلك الكلمات وتقرير تلك العبارات يدلع لسانه ويخرجه لاجل ماتمكن فى قلبه من مرارة الحرص و شدة العطش الى الفوز بالدنيا فكانت حالته بحالة ذلك الكلب الذى اخرج لسانه ابدا من غير حاجة ولا من ضرورة بل بمجرد الطبيعة الخسية (تفسیر کبیر۔ ۱۵، ص ۵۷)

عالم مرد جب اپنے علم کو طلب دنیا کا ذریعہ بناتا ہے تو وہ پھر اسی کی خاطر لوگوں پر اپنے علوم اور اپنے مناقب و فضائل کی رٹ لگاتا ہے، جب وہ یہ کلمات و عبارات زباں سے نکالتا ہے تو وہ بار بار اپنی زباں کو نکالتا ہے تاکہ اس کے دل میں جو دنیا کو پانے کی حرص اور پیاس ہے وہ ٹھنڈی ہو جائے، تو اس کی حالت کتے کی طرح ہو جاتی ہے جو اپنی زباں ہر وقت خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ اپنی خسیس طبیعت کے پیش نظر نکالے رکھتا ہے۔

صاحب تفہیم القرآن کا اہم نوٹ

وہ شخص جس کی مثال یہاں پیش کی گئی ہے۔ آیات الٰہی کا علم رکھتا تھا یعنی حقیقت سے واقف تھا۔ اس علم کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ اس رویہ سے بچتا۔ جس کو وہ غلط جانتا تھا اور وہ طرز عمل اختیار کرتا جو اسے معلوم تھا کہ صحیح

اسی عمل مطابق علم کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کو انسانیت کے بلند مراتب پر فائز کرتا، لیکن وہ دنیا کے فائدوں اور لذتوں اور آرائشوں کی طرف جھک گیا۔ خواہشات نفس کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس نے ان کے آگے سپر ڈال دی۔ مالی امور کی طلب میں دنیا کی حرص و طمع سے بالاتر ہونے کی بجائے وہ اس حرص و طمع سے ایسا مغلوب ہوا کہ اپنے سب اونچے ارادوں اور اپنی عقلی و اخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو طلاق دے بیٹھا اور ان تمام حدود کو توڑ کر نکل بھاگا۔ جن کی نگہداشت کا تقاضا خود اس کا علم کر رہا تھا، پھر جب وہ شخص اپنی اخلاقی کمزوری کی بنا پر جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑ کر بھاگا تو شیطان جو قریب ہی اس کی گھات میں لگا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے لگ گیا اور برابر اسے ایک پستی سے دوسری پستی کی طرف لے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ظالم نے اسے ان لوگوں کے زمرے میں پہنچا کر ہی دم لیا جو اس کے دام میں پھنس کر پوری طرح اپنی متاع عقل و ہوش گم کر چکے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس شخص کی حالت کو کتے سے تشبیہ دیتا ہے۔ جس کی ہر وقت لٹکی ہوئی زبان اور ٹپکتی ہوئی رال ایک نہ بجھنے والی آتش حرص اور کبھی نہ سیر ہونے والی نیت کا پتہ دیتی ہے۔ بنائے تشبیہ وہی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اردو زبان میں ایسے شخص کو جو دنیا کی حرص میں اندھا ہو رہا ہو۔ دنیا کا کتا کہتے ہیں۔ کتے کی جبلت کیا ہے؟ حرص و آز۔ چلتے پھرتے اس کی ناک سونگھنے ہی میں لگی رہتی ہے کہ شاید کہیں سے بوئے طعام آجائے۔ اسے پتھر مارے تب بھی اس کی یہ توقع دور نہیں ہوتی کہ شاید یہ چیز جو پھینکی گئی ہے۔ کوئی ہڈی یا روٹی کا ٹکڑا ہو۔ پیٹ کا بندہ ایک دفعہ تو لپک کر اس کو بھی دانتوں سے پکڑ ہی لیتا ہے۔ اس سے بے التفاتی کیجئے۔ تب بھی وہ لالچ کا مارا توقعات کی ایک دنیا دل میں لیے، زبان لٹکائے، ہانپتا کانپتا کھڑا ہی رہے گا۔ ساری دنیا کو وہ بس پیٹ ہی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کہیں کوئی بڑی سی لاش پڑی ہو۔ جو کئی کتوں کے کھانے کو کافی ہو۔ تو ایک کتا اس میں سے صرف اپنا حصہ لینے پر اکتفا نہ

کرے گا، بلکہ اسے صرف اپنے لیے مخصوص رکھنا چاہے گا اور کسی دوسرے کو اس کے پاس نہ پھٹکنے دے گا۔ اس شہوت شکم کے بعد اگر کوئی چیز اس غالب ہے تو وہ ہے شہوت فرج۔ اپنے سارے جسم میں سے صرف ایک شر ہی وہ چیز ہے جس سے وہ دلچسپی رکھتا ہے اور اسی کو سونگھنے اور چاٹنے میں مشغول رہتا ہے۔ پس تشبیہ کا مدعا یہ ہے کہ دنیا پرست آدمی جب علم اور ایمان کی رسی چھڑا کر بھاگتا ہے اور نفس کی اندھی خواہشات کے ہاتھ میں اپنی باگیں دے دیتا ہے تو پھر کتے کی حالت کو پہنچے بغیر نہیں رہتا، ہمہ تن پیٹ اور ہمہ تن شرمگاہ۔

۲۔ بلکہ کتے سے بھی بدتر

اس سے اگلی آیات میں ایسے انسان کو چوپایوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے پڑھیے قرآنی الفاظ۔

ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لايفقهون بها ولهم اعين لايبصرون بها ولهم اذان لايسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغفلون

(الاعراف، ۱۷۹)

اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں۔

سورہ الفرقان میں خواہش نفس کے مطیع کے بارے میں فرمایا۔

ارأيت من اتخذ الهه هوه افانت تكون عليه وكيلا ۝ ام تحسب ان اكثرهم يسمعون اويعقلون ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا ۝

(الفرقان، ۴۳، ۴۴)

کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

سورہ انفال میں ہے۔

ان شر الدواب عندالله الصم البكم الذين لايعقلون

(الانفال، ۲۲)

بلاشبہ اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں سے وہ بدتر ہیں جو بہرے گونگے بن کر نہیں سمجھتے۔

ان آیات قرآنیہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری سے بھاگنے والے انسان کی انسانیت ازخود ختم ہو جاتی ہے اور وہ چوپایوں سے بھی بدتر اور گیا گزرا ہو جاتا ہے، کیا چوپایوں میں یہاں بھینس، گائے، بکری اور شیر شامل ہیں وہاں کتا و خنزیر شامل نہیں؟ ضرور شامل ہیں اس سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا ہے۔

دنیا کا طالب کتا ہے

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے بھی اسی بات کی نشاندہی اپنے ان الفاظ میں فرمائی۔

الدنيا جيفة وطالبها كلاب

دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں

۳۔ بگڑا ہوا انسان ذلیل ترین مخلوق

سورۃ التین کے حوالے سے پہلے آپ نے پڑھا کہ انسان کو (ظاہراً و باطناً") سب سے اعلیٰ صورت عطا کی گئی ہے مگر ساتھ ہی دوسرا پہلو بھی بیان فرما

دیا۔

ثم رددنه اسفل سافلین ○ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون

(التین، ۵-۶)

پھر ہم نے اسے پستی والوں میں سب سے زیادہ پستی کی طرف لوٹا دیا ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

یہاں "اسفل سافلین" کے الفاظ قابل توجہ ہیں، اسفل اسم تفضیل کا صیغہ ہے (سب سے پست) یعنی جس سے بڑھ کر پستی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کھلے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ رب کا نافرمان بندہ تمام مخلوق سے پست اور حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔

۴- ناشکرا انسان ظالم ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان گنت اور انمول نعمتوں سے نواز رکھا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

واٰتٰکم من کل ماسألتموہ وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار

(ابراہیم، ۳۴)

اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم ناشکرا ہے۔

۵- انسان ظالم و جاہل ہے

(خلافت ارضی کی) امانت جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تو انہوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا۔

وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا

(الاحزاب، ۷۲)

مگر اسے انسان نے اٹھا لیا اور وہ ظالم و جاہل ہے۔

شاہ عبدالقادر رقم طراز ہیں

"اللہ تعالیٰ نے خلافت ارضی کی امانت، زمین، آسمانوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی کہ اس بار امانت کو اٹھانے کی ذمہ داری قبول کرلیں انہوں نے اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم اس کا حق ادا نہ کر سکیں گے اور اس بار عظیم کی ذمہ داری لینے سے ڈر گئے اور حضرت انسان نے جسے جوہر عقل اور ارادہ و اختیار کی آزادی عطا کی گئی ہے اس بار امانت کو اٹھانے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی واقعی انسان نے اتنا بڑا ذمہ سر لے کر اپنے اوپر ظلم کیا بڑا ہی ناداں ہے اس کی مشکلات کا اندازہ نہ لگا سکا۔"

(تسہیل موضح القرآن، ۵۱۲)

یاد رہے یہاں یہ بات بطور درد و سوز کہی گئی ہے۔

۶- بے عمل علماء گدھے کی مانند ہیں

اللہ تعالیٰ نے بے عمل علماء کو گدھے کی مثل قرار دیا ہے- سورہ جمعہ میں ارشاد گرامی ہے-

مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بایت اللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین

(الجمعة ۵)

مثال ان لوگوں کی جنہیں تورات دی گئی پھر انہوں نے اسے اس گدھے کی طرح اٹھایا جس پر کتابیں لادی گئیں، بری ہے مثال ایسے لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو کامیاب نہیں فرماتا۔

قرآن اور سگ اصحاب کہف

آیئے ایک ایسے کتے کا تذکرہ کرتے ہیں جو ہم جیسے انسانوں سے کئی درجے افضل ہے- قرآن کریم میں ایک سورت ہے جس کا نام "الکہف" ہے- اس کا

مضمون اصحاب کہف اور ان کے سگ کے بیان پر مشتمل ہے۔ جب اصحاب کہف نے ایمان کی حفاظت کے لیے اپنے علاقے سے ہجرت کی تو ان کے ساتھ ایک کتا بھی شامل ہوگیا۔ جب وہ غار میں جا کر بیٹھے تو کتا غار کے دہانے پر کس طرح بیٹھا قرآن کی زبان سے سنئے۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید (الکہف، ۱۸)	ان کا کتا غار کے دہانے پر بازو پھیلا کر بیٹھ گیا

قرآن نے یہاں ان اصحاب کہف کی کیفیات کا تذکرہ کیا وہاں ان کے سگ کی بھی کیفیات کو بیان فرمایا۔

یہ کتا کیسے شامل ہوا؟ اس بارے میں چند آراء درج ذیل ہیں۔

۱۔ چرواہے کے کتے نے اصحاب کہف کا دین اختیار کرلیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ لوگ رات کو نکلے۔

فمروا براع معه کلب فاتبعهم علی دینهم (الجامع لاحکام القرآن، ۱۰-۲۲۱)	وہ ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ کتا تھا۔ اس کتے نے اصحاب کہف کی دین میں ان کی اتباع کرلی۔

حضرت عبداللہ کے یہ کلمات نہایت قابل غور ہیں کہ "اس نے اصحاب کہف کے دین میں اتباع کی۔" اس سے واضح ہو رہا ہے کہ کتے بھی دین دار ہوتے ہیں اگر آپ تسلیم نہیں کرتے تو اس صحابی رسول سے پوچھئے جو امت میں قرآن کے سب سے بڑے عالم ہیں

۲۔ میں اللہ کے محبوبوں سے پیار کرنے والا ہوں

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اصحاب کہف ایک کتے کے پاس سے گزرے وہ ان کے ساتھ چل پڑا انہوں نے اسے بار بار بھگانے کی کوشش کی مگر

بھگانے کے بجائے

فقام الکلب علی رجلیه ورفع یدیه الی السماء کھیئة الداعی فنطق فقال لاتخافوامنی انا احب احباء اللہ تعالیٰ	اپنے پچھلے قدموں پر کھڑا ہوگیا اور ہاتھ آسمان کی طرف کرکے داعی کی طرح بول پڑا اور کہنے لگا مجھ سے نہ ڈرو میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے محبت کرنے والا ہوں۔

تم سو جانا میں تمہارا پہرہ دوں گا

بات بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

فناموا حتی احرسکم (القرطبی، ۱۰-۲۴۱)	تم سو جانا میں چوکیداری کا فریضہ ادا کروں گا

میں یہاں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جو انسانیت کے باوجود اپنے مولیٰ کے باغی بنے بیٹھے ہیں کاش ہم ایسا کتا ہی بن جائیں۔

قرآن اور اہل اللہ سے محبت رکھنے والے کتے کا ذکر

یہاں سے اہل اللہ کے مقام سے بھی آگاہی ہوتی ہے کہ جو ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے اسے برکت نصیب ہوتی ہے خواہ وہ سگ ہی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

لایشقی جلیسهم	اہل اللہ کا ساتھی کبھی بدبخت نہیں ہوتا

مفسر قرآن شیخ ابن عطیہ کا بیان ہے والد گرامی نے بتایا کہ میں نے ۴۶۹ کو جامع مصر میں شیخ ابوالفضل الجوہری کو منبر پر دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا۔

ان من احب اهل الخیر نال من برکتهم کلب احب اهل فضل	جو نیک لوگوں سے محبت کرے وہ اس کی برکت ضرور حاصل کرتا ہے،

وجھم فذکرہ اللہ تعالیٰ فی محکم تنزیلہ

(القرطبی، ۱۰-۲۴۲)

ایک کتے نے بزرگوں سے محبت کی ان کی سنگت اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ اپنی مقدس کتاب میں فرمایا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

وشملت کلبھم برکتھم فاصابہ ما اصابھم من النوم علی تلک الحال وھذہ فائدۃ صحبۃ اخبار الاخیار فانہ صار لھذا الکلب ذکر خیرو شان

(تفسیر ابن کثیر)

اصحاب کہف کے کتے کو بھی ان کی برکت حاصل ہوئی جو ان کو نیند والا انعام ملا وہ ان کے کتے کو بھی عطا ہوا اور یہ نیک لوگوں کی صحبت کا فائدہ ہے کہ اس کتے کا بھی قرآن میں ذکر خیر اور شان بیان ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی رقم طراز ہیں۔

وکانوا اذا انقلب وھومثلھم فی النوم والیقظۃ

(جلالین)

اصحاب کہف کی جب کروٹیں بدلی جاتیں تو ان کے ساتھ ان کے کتے کی بھی کروٹیں بدل جاتیں اور کتا نیند اور بیداری میں ان کے ساتھ شامل رہا۔

علامہ محمود الوسی "ثلثۃ رابعھم کلبھم" کے تحت لکھتے ہیں کہ "ھم ثلثۃ وکلب" کے بجائے یہ کلمات کہے تاکہ اصحاب کہف کی فضیلت و امتیاز اجاگر ہو۔

ومن ثم قرن اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز اخس الحیوانات ببرکۃ صحبتھم مع زمرۃ المتبقلین الیہ المتعکفین فی جوارہ سبحانہ

(روح المعانی، پ ۱۵: ۲۴۰)

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں سب سے گھٹیا حیوان کو اصحاب کہف کے ساتھ متصل فرمایا بسبب اس برکت کے جو اسے ان لوگوں کی وجہ سے حاصل ہوئی جنہوں

نے اپنے آپ کو سب سے منقطع کر کے باری تعالیٰ کی بارگاہ میں بٹھا دیا تھا۔

قرآن اور تذکرہ سگ اصحاب کہف

واقعتاً قرآن نے جہاں جہاں اصحاب کہف کا تذکرہ کیا وہاں وہاں ان کے ساتھ دینے والے سگ کا بھی تذکرہ کیا مثلاً جب غار میں ان کے لیٹنے کا ذکر آیا تو وہاں کتے کے بارے میں فرمایا۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید

(الکہف، ۱۸)

اور ان کا کتا بازو پھیلا کر چوکھٹ پر بیٹھ گیا۔

آگے چل کر جب ان کی تعداد کا ذکر آیا تو فقط اصحاب کہف کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ ہر دفعہ ان کے کتے کا ذکر بھی کیا، پڑھیے۔

سیقولون ثلثۃ رابعھم کلبھم ویقولون خمسۃ ساد سھم کلبھم رجمابالغیب ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم قل ربی اعلم بعدتھم مایعلمھم الاقلیل فلا تمار فیھم الامراء ظاھرا ولا تستفت فیھم منھم احدا

(الکہف ۲۲)

اب کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاوتکا (تیر تکا) بات اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی جو ظاہر ہو چکی اور ان کے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو۔

سگ اصحاب کہف جنتی ہے

اصحاب کہف کے سگ کا یہ مقام ہے کہ وہ جنت میں جائے گا۔ حضرت

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ليس فى الجنة من الدواب الاكلب اصحاب الكهف و حمار بلعم

(روح المعانی پ ۱۵، ۲۲۶)

جنت میں اصحاب کہف کے سگ اور بلعم کے حمار کوئی چارپایہ داخل نہ ہو گا۔

علامہ الوسی رقم طراز ہیں۔

وجاء فى شان كلبهم انه يدخل الجنة يوم القيامة (ایضا)

سگ اصحاب کہف کے بارے میں ہے کہ وہ روز قیامت جنت میں داخل ہو گا۔

شیخ اسماعیل حقی رقم طراز ہیں۔

بامردمان داخل جنت شود در صورت کبش

(روح البیان، سورہ کہف جلد ۵)

اصحاب کہف کا کتا بھی ان کے ساتھ مینڈھے کی صورت میں جنت میں جائیگا۔

علامہ الوسی کا اہم نوٹ

علامہ الوسی لکھتے ہیں سگ اصحاب کہف کا جنتی ہونا خوب مشہور ہے حتیٰ کہ بعض شیعہ اپنے بچوں کا نام کلب علی رکھتے ہوئے کہتے ہیں جب سگ اصحاب کہف جنتی ہے تو کلب علی جنتی کیوں نہ ہو گا، (فرمایا) ہم مانتے ہیں مگر یہ شرط ہے کہ حضرت علی اسے قبول فرمالیں مگر وہ کاٹنے والے کو کیسے قبول کریں گے۔ ان کے الفاظ یہ ہے۔

وقد اشتهر القول بدخول هذا الكلب الجنة حتى ان بعض الشيعة يسمون ابناء هم

سگ اصحاب کہف کا جنتی ہونا مشہور ہے حتیٰ کہ بعض شیعہ اپنے بچوں کا نام کلب علی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں

بكلب على ويومل من سمى بذلك للنجاة بالقياس الاولوى على ماذكر وينشد

فتية الكهف نجاكلبهم

كيف لاينجو غدا كلب على

ولعمرى ان قبله على كرم الله وجهه كلباله نجا ولكن لااظن يقبله لانه عقور

(روح المعانی، پ ۱۵- ۲۲۶)

جب اصحاب کہف کا سگ جنتی ہے تو علی کا سگ جنتی بطریق اولیٰ ہو گا شعر۔ اصحاب کہف کا کتا نجات پا گیا تو کل علی کا کتا نجات کیوں نہیں پائے گا؟ اللہ کی قسم اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسے قبول فرمالیں تو وہ نجات پا جائے گا لیکن میرا گمان ہے کہ وہ کاٹنے والے کو قبول نہیں فرمائیں گے۔

امام محمد بن احمد القرطبی کا اہم نوٹ

پہلے آپ نے امام الوسی کا نوٹ پڑھا ہے اب مشہور مفسر قرآن امام محمد بن احمد قرطبی کا نوٹ بھی ملاحظہ کیجئے۔

قلت اذكان بعض الكلاب قد نال هذه الدرجة العليا بصحبته و مخالطة الصلحاء والاولياء حتى اخبر الله تعالىٰ بذلك فى كتابه جل وعلا فما ظنك بالمؤمنين الموحدين المخالطين المحبين للاولياء والصالحين بل فى هذا تسلية وانس للمؤمنين المقصرين عن درجات الكمال المحبين للنبى ﷺ واله

میں کہتا ہوں جب صلحا کی صحبت اور سنگت سے ایک کتے کو یہ درجہ حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب میں فرما دیا، کیا مقام ہو گا ان اہل ایمان کا جو اولیاء صلحا سے محبت رکھنے والے ہیں بلکہ اس میں ان اہل ایمان کے لیے تسلی و دلاسہ ہے جو درجات کاملہ سے قاصر ہیں مگر نبی گرامی ﷺ اور آپ کی آل اطہار سے محبت رکھتے ہیں۔ حدیث

خیرال روی الصحیح عن انس بن مالک قال بینا انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم خارجان من المسجد فلقینا رجل عند سدۃ المسجد فقال یارسول اللہ متی الساعۃ ؟ قال رسول اللہ ﷺ ماعددت لھا قال : ولاصدقۃ ولکنی احب اللہ ورسولہ قال : فانت مع من احببت فی روایۃ قال انس بن مالک فما فرحنا بعد الاسلام فرحا اشد من قول النبی ﷺ (فانت مع من احببت) قال انس فانا احب اللہ ورسولہ وابابکر و عمر فارجوان اکون معھم وان لم اعمل باعمالھم

قلت وھذا الذی تمسک بہ انس یشمل من المسلمین کل ذی نفس فکذلک تعلقت اطماعنا بذلک وان کنا مقصرین' ورجونا رحمۃ الرحمٰن وان کناغیر مستاھلین کلب احب قوما" فذکرہ اللہ معھم فکیف بنا عندنا عقد الایمان وکلمۃ الاسلام وحب النبی ﷺ ولقد کرمنا

صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد سے نکل رہے تھے ایک شخص مسجد کے دروازے پر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا تونے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کرنے لگا کوئی صدقات تو نہیں کیے ہاں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تیری محبت ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر جو ہمیں خوشی ہوئی ایسی خوشی اسلام لانے کے بعد کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد وجد میں آکر کہنے لگے۔ میں اللہ' رسول' ابوبکر اور عمر سے محبت رکھتا ہوں امیدوار ہوں مجھے ان کی سنگت نصیب ہوگی اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں جو کچھ حضرت انس نے سمجھا اور کہا یہ تمام مسلمانوں کو حاصل ہے ہم آرزو مند ہیں اگرچہ ہمارے پلے کچھ نہیں۔ رحمت رحمٰن

١٦٤ ک

بنی آدم وحملنا ھم فی البرو البحر ورزقنا ھم من الطیبات وفضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا

(القرطبی' ١٠- ٢٤٢)

کے ہم بھی امیدوار ہیں اگرچہ اہل نہیں۔ کتا جس نے اصحاب کہف سے محبت کی۔ اللہ نے اس کا ذکر ان کے ساتھ فرمایا۔ ہمارے ساتھ اس کے کرم کا عالم کیا ہوگا؟ جبکہ ہمارے پاس ایمان' کلمہ اسلام اور محبت نبی ﷺ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے بارے میں فرمان ہے ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی اور ہم نے انہیں خشکی اور تری میں اٹھایا ہم نے انہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور انہیں بہت سی اپنی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

شیخ سعدی اور سگ اصحاب کہف

حضرت شیخ سعدی جو مسلمانوں کے نہایت دانشور و دانا شخص ہیں وہ اس چیز کو واضح کر رہے ہیں کہ اچھے عقائد و اعمال کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں۔ فرماتے ہیں۔

پسر نوح بابدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند
پیے نیکان گرفت مردم شد

(حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بدوں کے ساتھ لگ گیا نبوت کے خاندان سے اس کا تعلق ختم ہوگیا' اصحاب کہف کا کتا چند دن نیکوں کے ساتھ لگ گیا انسان جیسا مقام پالیا) (گلستان باب ١: ٢٤)

واقعۃ پسر نوح کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام سے نہ رہا اگرچہ وہ نسبی

بیٹا تھا مگر جب اس نے اپنے رب اور نبی سے بغاوت کر دی تو ارشاد فرمایا اے نوح۔

انہ لیس من اھلک — یہ تیرے خاندان سے نہیں ہے

مولوی حافظ حسین لکھوی احوال الاخرت میں لکھتے ہیں۔

ھک دنبہ اسماعیل دا ڈاچی صالح والی
سگ اصحاب کہف دا تر یجاجنت جاسن عالی

اسی طرح انسان اگر اپنے رب کا بنا رہے تو وہ انسان معظم و مکرم ہے لیکن جیسے ہی یہ رشتہ ٹوٹے وہ انسان تو کجا وہ کتے و خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے جیساکہ پہلے کتاب و سنت کے حوالے سے گزرا۔

اپنے منہ سے اپنی طہارت و بزرگی جائز نہیں

آگے بڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے بھی آگاہی حاصل کر لیجئے کہ کوئی بھی اپنے منہ سے اپنی طہارت و پاکیزگی مت بیان کرے۔ سورۂ انجم میں ارشاد ہے۔

فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی (النجم، ۳۲) — اپنی ذات کی پاکیزگی بیان نہ کیا کرو، اللہ اسے سب سے بہتر جانتا ہے جو صاحب تقویٰ ہے۔

دوسرے مقام پر اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا پاکیزگی اللہ عطا کرتا ہے۔

الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا (النساء، ۴۹) — آپ نے وہ لوگ نہیں دیکھے جو اپنی ذاتوں کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا فرماتا۔

یعنی تکبر اور ریا کے طور پر اپنی ذاتوں کی پاکیزگی مت بیان کرو اگر کسی جگہ ضرورت ہے تو بطور تحدیث نعمت بیان کرو۔

خود فیصلہ کیجئے

ہم نے کتاب و سنت کی تعلیمات کے دونوں پہلو آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ اب فیصلہ کیجئے کہ خوف و خشیت الٰہی سے لبریز انسان اپنے منہ سے اپنی پاکیزگی و طہارت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہوا اچھا لگے گا یا بطور تواضع و انکساری اپنے آپ کو بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہوئے چوپایوں سے بھی بدتر سمجھتے ہوئے اچھا لگتا ہے، اپنے رب کے فیصلہ سے پہلے پہلے انسان کا اپنے آپ کو اشرف المخلوقات میں شامل کرنا بہتر ہوگا یا اپنے آپ کو ظالم و ناشکرا سمجھنا، کیا صاحب تقویٰ آدمی اپنے اعمال پر ناز و فخر کرتا ہوا اپنے آپ کو اعلیٰ و افضل قرار دے گا یا اپنے نیک اعمال پر بھی نادم و شرمندہ ہو کر اپنے آپ کو سب سے پست تصور کرے گا؟ اگر اس کے بعد بھی فیصلہ نہیں کر پاتے اور اعلیٰ کہلوانے کا ہی شوق ہے تو آیئے ہم آپ کو ان لوگوں کے پاس لے کر چلتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے افضل و اشرف ہی قرار نہیں دیا بلکہ ان کی شفاعت سے مخلوق کو جنت نصیب ہوگی وہ اپنے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

خوف الٰہی کا ایک احسن و عجیب منظر

حضرات انبیا علیہم السلام کے بارے میں ہم سب کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ گناہوں کے نام سے بھی پاک ہیں۔ ان کے اعمال پر اللہ رب العزت فخر فرماتا ہے بلکہ ان کی سیرت و کردار، توحید الٰہی اور اس کی بھیجی ہوئی شریعت کی سچائی پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ جب وہ اپنے مقام عبدیت کا اظہار کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان سے بڑھ کر کوئی گنہگار ہی نہیں۔

۱۔ سیدنا آدم علیہ السلام اور طلب معافی

سیدنا آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے جد ہیں، ایک لغزش کی وجہ سے جنت سے باہر آئے۔ اس لغزش کے بارے میں خالق کائنات نے خود اعلان فرمایا

کہ ان کا مقصد اپنے رب کی نافرمانی نہ تھا۔

ولقد عهدنا الی ادم من قبل فنسی ولم نجدله عزما

آدم بھول گئے ہم نے ان کا ارادہ (نافرمانی) نہ پایا۔

(طہ - ۱۱۵)

مگر دیکھئے وہ معافی کس طرح مانگتے ہیں۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین

(الاعراف،۲۳)

اے ہمارے پالنہار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر آپ ہمیں معاف نہیں فرمائیں گے اور رحم نہیں فرمائیں گے تو ہم نہایت ہی گھاٹے والے ہو جائیں گے۔

سوچئے تو سہی یہ کون اپنے آپ کو ظالم کہہ رہا ہے؟

۲- سیدنا کلیم اللہ کی دعاء مغفرت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام و منصب سے کون آگاہ نہیں؟ انبیا میں یہ کلیم اللہ کے درجہ پر فائز ہیں ان سے رب کریم نے بلاواسطہ کلام فرمایا ان کی دعا پڑھیے۔

قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرله انه هو الغفور الرحیم

(القصص، ۱۶)

انہوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کر لیا ہے پس مجھے معاف فرما دے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کردیا یقیناً اللہ معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اپنے آپ کو ظالم کہنا تواضعاً ہی ہے کیا انبیا علیہم السلام یہ بات نہیں جانتے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے؟

۳- سیدنا یونس علیہ السلام کی تسبیح

حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہو کر اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ سمندر میں مچھلی نے آپ کو نگل لیا وہاں آپ نے جو اپنے رب کریم کی تسبیح پڑھی اس کے الفاظ سنئے۔

وذا النون اذ ذهب مغاضباً فظن ان لن نقدر علیه فنا دی فی الظلمت ان لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین

(الانبیاء، ۸۷)

مچھلی والے جب ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے تو انہوں نے تاریکیوں میں یہ کہا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے یقیناً میں ہی ظالم ہوں۔

دوسرے مقام پر قرآن نے بیان کیا۔

لولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون

اگر مچھلی کے پیٹ میں آپ تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے کیوں منع نہ فرمایا

بار بار آپ نے پڑھا اللہ کے نبی اپنے آپ کو ظالم کہہ رہے ہیں۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اگر اس طرح تواضع کا اظہار کرنا خلاف شرع ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں منع فرما دیتا کہ میں نے تمہیں اشرف و اعلیٰ بنایا ہے اور گناہوں سے تمہیں معصوم رکھا ہے تم اپنے آپ کو ظالم کیوں کہتے ہو لیکن وہ تو خوش ہو کر ان کلمات پر انہیں اپنے انعامات سے نواز رہا ہے۔

کیا حیوانات سے بدتر کہلوانا اس سے کم تر ہے

پہلے گزرا انبیا علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، ہم سراپا گناہ ہو سکتے ہیں وہ سراپا اللہ کے فرمانبردار اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے والے

ہوتے ہیں، ممکن ہے ہم اس کے باغی، سرکش اور شیطان و خواہش کے بندے ہوں، اب ذرا سوچئے ان کا معصوم ہو کر اپنے آپ کو ظالم کہنا کیا اس سے کم تر ہے کہ ہم سراپا خواہش نفس کے بندے اور گناہ گار ہوتے ہوئے اپنے آپ کو حیوانات سے بدتر کہیں یقیناً انبیا علیہم السلام کی اس میں زیادہ عاجزی و انکساری ہے۔

تواضع و انکساری کی معراج

وہ مبارک ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے مغفرت و بخشش کی ضمانت دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا۔

لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر (الفتح، ۱)	اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام معاملات کو معاف فرما دیا ہے۔

ان کے سر اقدس پر شفاعت کبریٰ کا تاج سجایا گیا۔ ان کی شفاعت سے ان گنت گنہگار جنتی بنیں گے۔

آپ کے فرمانے سے صحابہ عشرہ مبشرہ کے درجہ پر فائز ہو گے، تواضع و انکساری کی معراج دیکھیے اور سوچئے ہمیں اپنے آپ کو کس سطح پر رکھنا چاہیے۔

قل ماکنت بدعا" من الرسل وما ادری مایفعل بی ولابکم ان اتبع الاما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین (الاحقاف، ۹)	تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اس کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

اگر اللہ کی رحمت مجھے نہ ڈھانپ لے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی کا عمل نجات نہیں دلا سکتا صحابہ نے عرض کیا۔

ولا انت یارسول اللہ	یا رسول اللہ آپ کا عمل بھی

آپ نے فرمایا۔

ولا انا الا ان یتغمد نی اللہ منہ برحمۃ (بخاری و مسلم)	میرا عمل بھی مجھے نجات نہیں دلا سکتا اگر اللہ مجھے اپنی رحمت سے نہ ڈھانپ لے۔

مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لایدخل احدا منکم عملہ الجنۃ لایجیرہ من النار ولا انا الابرحمۃ اللہ (مشکوۃ المصابیح، باب سعۃ رحمۃ اللہ)	تم میں سے کسی کے اعمال اسے جنت نہیں لے جاسکتے اور نہ ہی اسے دوزخ سے بچا سکتے ہیں یہاں تک کہ میرا حال بھی یہی ہے ہاں اگر اللہ کی رحمت ڈھانپ لے تو پھر کام بن سکتا ہے۔

اب اس کے بعد کون ہے جو عمل پر گھمنڈ کرکے اپنے آپ کو اشرف و اعلیٰ تصور کرتا پھرے گا اس بارگاہ میں تو سوائے تواضع اور اعتراف کے بندہ کچھ عرض نہیں کرسکتا اسی لیے اہل معرفت نے یہی سبق سیکھا ہے اور خود کو نہایت ہی پست سطح پر رکھ کر پیش کیا ہے۔

ہمیں مقام محبوبیت سامنے رکھنا چاہیے

کچھ لوگ ان محبوبان بارگاہ الٰہی کی اس اظہار تواضع و انکساری کو غلط پیرایہ میں لے کر ان کی حقارت کا پہلو نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہتے ہیں ان

کا تو بارگاہ خداوندی میں کوئی مقام ہی نہیں حالانکہ یہ ان کا مقام عبدیت و تواضع ہے جس کا اظہار ان کا حق ہی نہیں بلکہ ان کا فریضہ ہے ہم امتی ہیں' ہمیں تو ان کا مقام محبوبیت سامنے رکھنا چاہیے کیونکہ اصولی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسے حق حاصل ہے وہ انہیں جو چاہے فرمائے' یہ اس کی مخلوق ہیں' اپنے خالق کی بارگاہ میں اپنے آپ کو جتنی عاجزی کے ساتھ پیش کرنا چاہیں کریں' مگر ہم تو غلام ہیں۔ ہمیں ہمیشہ ان کے ادب و احترام کو قائم رکھنا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں کے تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے یہی نصیحت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اینجا ادبیت کہ لازم است رعایت آں و آں اینست کہ اگر از جانب حضرت ببعض انبیا کہ مقربان درگا اندعتابے و خطابے رود یا از جانب ایشاں کہ بندگاں خاص اویند تواضعے و ذلتے و انکسارے صادر گردو کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کینم وبداں تکلم نمائیم
(اشعۃ اللمعات' ۱: ۴۰)

اس مقام پر ایک ادب ہے جس کی رعایت کرنا اور اسے پیش نظر رکھنا نہایت ضروری و لازم ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے مقربین انبیا کو کوئی عتاب و خطاب ہو یا خود یہ اپنے آپ کو ایسی تواضع و انکساری سے اس کی بارگاہ میں پیش کریں جو بظاہر نقص و عیب کا سبب بنے تو ہمارے لیے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ اس معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس میں کلام کریں۔

یعنی ہم یہ عقیدہ رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کریں کہ یہ بڑوں کا معاملہ ہے ہمیں اس میں نہیں پڑھنا چاہیے اس میں بھی ہزارہا حکمتیں اور راز ہوں گے یہاں تک ہماری رسائی نہیں۔

صحابہ کرام اور خوف و خشیت الٰہی

حضرات انبیا علیہم السلام کی تواضع و انکساری خوف و خشیت الٰہی اور بارگاہ خداوندی میں ان کا اپنے آپ کو ایک عاجز بندے کی حیثیت پیش کرنا آپ نے پڑھا مسئلہ تو اس سے حل ہو جاتا ہے مگر اس کی مزید وضاحت کے لیے صحابہ کرام کی خشیت و خوف الٰہی کے واقعات درج کرنا ضروری ہے۔

صحابہ کا کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے تو جواب ملے گا وہ ایمان کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ ان کے ایمان کو کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا
(البقرہ' ۱۳۷)

اگر وہ ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پانے والے ہیں۔

آیئے دیکھیں وہ اپنے آپ کو کیا مقام دیتے ہیں؟

۱۔ کاش میں بھیڑ کا بچہ ہوتا

اسلام کے عظیم سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنہیں حضور ﷺ نے اس امت کا امین فرمایا' اپنے بارے میں کہا کرتے تھے۔

وددت انی کبش فذبحنی اهلی فاکلوا لحمی وحسوا مرقی
(الطبقات الکبری' ۳: ۴۱۳)

کاش میں بھیڑ کا بچہ ہوتا' میرے گھر والے مجھے ذبح کر لیتے میرا گوشت کھا لیتے اور شوربہ پی لیتے۔

۲۔ کاش میں راکھ ہوتا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جن سے فرشتے آ کر ملاقات کرتے اور ان پر سلام بھیجتے ان کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے۔

وددت انی رماد تذورنی الریاح — کاش میں راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑا لے جاتیں

(الطبقات '۴ : ۲۸۷)

۳- کاش میں روز قیامت نہ اٹھایا جاؤں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے مقرب ترین صحابہ میں سے ہیں خوف و خشیت الٰہی کے غلبہ کی بنا پر کہتے ہیں۔

وددت انی اذ امامت لم ابعث — کاش مرنے کے بعد مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جائے۔

(الطبقات '۳-۱۵۸)

امام ابو نعیم نے عامر بن مسروق سے روایت کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے اصحاب یمین میں سے ہونا پسند نہیں بلکہ مجھے اصحاب مقربین میں سے ہونا پسند ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا۔

لکن ھھنا رجل ودلوانہ مات لم یبعث — ایک بندہ ایسا ہے جو چاہتا ہے کہ اسے موت کے بعد اٹھایا ہی نہ جائے۔

۴- میں راکھ ہونا پسند کروں

امام حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اگر مجھے جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے کہا جائے کہ ہم تجھے اختیار دیتے ہیں ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لے یا راکھ ہونا پسند کرے تو

لاحببت ان اکون رمادا — میں راکھ ہونا پسند کروں گا۔

(الحلیۃ'۱- ۱۳۳)

۵- عبداللہ بن روشہ کہا جائے

حضرت ابراہیم التیمی اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے مجھے ابن مسعود کے بجائے

لوددت انی دعیت عبداللہ بن روثہ وان اللہ غفرلی ذنبا" من ذنوبی — کاش مجھے روثہ کا بیٹا کہا جائے کاش اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما دے۔

(المستدرک '۳ - ۳۱۶)

۶- تم دو بھی میرے پیچھے نہ چلو

آپ کا یہ بھی فرمان ہے۔

لو تعلمون ذنوبی ماتبعنی منکم رجلان — اگر تم میرے گناہوں سے آگاہ ہو جاؤ تو تم میں سے دو بھی میرے پیچھے نہ لگو۔

(شعب الایمان' بیہقی ۳-۱۴۴)

۷- کاش میں پتھر ہوتی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی برأت میں سورۂ نور نازل ہوئی' دنیا و آخرت دونوں مقامات پر انہیں حضور ﷺ کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن کے حجرہ میں فرشتے اجازت لے کر آئیں۔ ان سے پوچھئے آدمی اپنے آپ کو کس سطح پر رکھے' کیا اعلیٰ و اشرف ہونے کا اظہار کرے یا ادنیٰ و پست ہونے کا؟ حضرت عیسیٰ بن دینار سے مروی ہے کہ آپ نے کہا:

یا لیتنی کنت حجرا — کاش میں پتھر ہوتی۔

(الطبقات '۸ = ۷۴)

۸- کاش میں درخت ہوتی

حضرت عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

واللہ لوددت انی کنت شجرۃ — اللہ کی قسم کاش میں درخت ہوتی۔

۹- کاش میں مٹی ہوتی

انہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

والله لوددت انی کنت مدرة — اللہ کی قسم کاش میں مٹی ہوتی۔

(الطبقات، ۸-۷۴)

۱۰- کاش میں درخت کا پتہ ہوتی

امام ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ ام المومنین نے درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

یالیتنی کنت ورقة من هذه الشجرة (الطبقات، ۸-۷۵) — کاش میں اس درخت کا پتہ ہوتی۔

۱۱- کاش مجھے پیدا نہ کیا جاتا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصال کے موقعہ پر فرمایا۔

والله لوددت ان الله لم یکن خلقنی شیئا قط — اللہ کی قسم کاش اللہ تعالیٰ مجھے کوئی شے ہی نہ بناتا۔

(الطبقات، ۸-۷۴)

۱۲- کاش میں گھاس ہوتی

حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

یالیتنی کنت نباتا من نبات الارض ولم اکن شیئا مذکورا — کاش میں زمین کا گھاس ہوتی اور میں قابل ذکر شے نہ ہوتی۔

(الطبقات، ۸-۷۶)

۱۳- کاش میں درخت ہوتا

امام ابونعیم نے حضرت حزام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم وہ جان لو جو موت کے بعد ہونا ہے تو تم پُرلذت کھانے نہ کھاؤ، گھروں میں نہ رہو بلکہ ویرانوں کا رخ کر جاؤ اور تمام عمر آہ و زاری میں بسر کر دو اس کے بعد کہنے لگے۔

ولوددت انی شجرة تعضد (الحلیہ، ۱-۲۱۶) — کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

۱۴- کاش مجھے ذبح کر دیا جاتا

ابن عساکر نے آپ سے یہ کلمات نقل کیے ہیں

لوددت انی کبش لاهلی فمر علیهم ضیف فامروا علی اوداجی فاکلوا واطعموا (کنز العمال، ۲-۱۳۵) — کاش میں دنبہ ہوتا مجھے کسی مہمان کے لیے ذبح کر دیا جاتا مجھے کھاتے اور کھلا دیتے۔

۱۵- کاش مجھے اللہ بصورت درخت پیدا کر دیتا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے بڑھ کر کائنات میں سچا کوئی نہیں، ساری زندگی جہاد میں گزاری نہ رہائش بنائی اور نہ کسی طرح کی دنیا جمع کی۔ حضور ﷺ کے فقر کی کامل تصویر تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ آپ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

والله لوددت ان الله عزوجل یوم خلقنی خلقنی شجرة تعضد ویوکل ثمرها (مصنف لابن ابی شیبہ، ۱۳-۳۴۱) — اللہ کی قسم کاش اللہ عزوجل نے جس دن مجھے پیدا فرمایا تھا اس دن وہ مجھے ایسا درخت بنا دیتا جس کو کاٹ دیا جاتا اور اس کا پھل کھایا جاتا۔

۱۶- کاش میں یہ ستون ہوتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں صحابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو ہم سب سے بڑھ کر آپ کے نقش قدم پر رہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے آپ نے اپنے بارے میں یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

لوددت انی ھذہ الساریة — کاش میں یہ ستون ہوتا

(حیات الصحابة، ۲-۶۲۱)

۱۷- کاش میں یہ تنکا ہوتا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت اور ان کے تقویٰ و زہد کو کون نہیں جانتا؟ جن کے سایہ سے شیطان بھاگ جائے، جس کی زبان سے حق جاری ہو، جس کی رائے پر قرآن نازل ہو، جسے محبوب خدا ﷺ جنتی ہونے کی شہادت عطا فرمائیں ذرا ان کی اپنے خالق و مالک کی بارگاہ اقدس میں عاجزی و انکساری ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا۔

لیتنی کنت ھذہ التبنة — کاش میں یہ تنکا ہوتا

۱۸- کاش میں پیدا نہ کیا جاتا

لیتنی لم اخلق — کاش مجھے پیدا ہی نہ کیا جاتا

۱۹- کاش میری والدہ مجھے نہ جنتی

لیت امی لم تلدنی — کاش مجھے ماں نہ جنتی۔

(الطبقات، ۳-۳۶۰)

۲۰- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور خشیت الٰہیہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن کا لقب ذوالنورین، تمام کائنات میں ایسی شخصیت جس کے عقد میں حبیب خدا ﷺ کی دو صاجزادیاں تھیں، جنہیں دنیا میں بھی جنتی ہونے کی بشارت مل چکی، جن سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، ان کا خوف و خشیت الٰہیہ ملاحظہ کیجئے۔

لوانی بین الجنة والنار لا ادری الی ایھما یؤمر بی لاخترت ان اکون رمادا قبل ان اعلم الی ایھما اصیر

اگر مجھے جنت و دوزخ کے درمیان لایا جائے اور ابھی مجھے علم نہ ہو کہ ان میں سے کس میں جاؤں گا تو میں وہاں راکھ ہونا پسند کروں گا۔

(الحلیة لابی نعیم، ۱-۶۰)

۲۱- کاش میں ایک بال ہوتا

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس حضرات انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے بلند درجہ پر فائز ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی، یہ بھی فرمایا میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دنیا میں چکا دیا مگر ابوبکر کے احسانات کا بدلہ روز محشر اپنے رب کریم سے لے کر دوں گا۔ ذرا ان کی خوف و خشیت کی کیفیات پر نظر ڈالیے اس کے بعد اپنے من پر بھی توجہ دیجئے امام احمد بن حنبل نے کتاب الزہد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ کہا کرتے تھے۔

وددت انی شعرة فی جنب عبد مومن — کاش میں کسی مسلمان کے پہلو کا بال ہوتا

(منتخب الکنز، ۴-۳۶۱)

۲۲- کاش میں اونٹ کی مینگنی ہوتا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے امام ضحاک سے نقل کیا ہے۔

رای ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ طیرا" واقفا" علی شجرۃ فقال طوبیٰ لک یاطیر! واللہ لوددت انی کنت مثلک تقع علی الشجر وتاکل من الثمر ثم تطیر ولیس علیک حساب ولا عذاب، واللہ لوددت انی کنت شجرۃ الی جانب الطریق مر علی جمل فاخذنی فادخلنی فاہ فلاکنی ثم ازدردنی ثم اخرجنی بعرا ولم ار بشرا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے پرندے تو خوش بخت ہے۔ اللہ کی قسم کاش میں تیری طرح ہوتا درخت پر بیٹھتا، پھل کھاتا پھر اڑ جاتا تجھ پر کوئی حساب و عذاب نہیں، اللہ کی قسم کاش میں کسی راستے کے کنارے درخت ہوتا وہاں سے کسی اونٹ کا گزر ہوتا وہ مجھے منہ میں ڈالتا پھر مجھے چباتا پھر نگل لیتا پھر وہ مجھے مینگنی کی صورت میں نکالتا اور کاش میں انسان نہ ہوتا۔

۲۳۔ کاش مجھے گندگی میں ڈال دیا جاتا

ابن فتحویہ الوجل میں ضحاک بن مزاحم سے نقل کرتے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ سے گزرے۔

نظر الی عصفور فقال طوبی لک یا عصفور تاکل من الثمار وتطیر فی الاشجار لاحساب علیک ولاعذاب واللہ لوددت انی کبش یسمننی اھلی فاذا کنت اعظم ماکنت واسمنہ یذبحونی فیجعلون بعضی شواء' بعضی

آپ نے چڑیا دیکھی فرمانے لگے تو خوش بخت ہے پھل کھاتی ہے اور درختوں پر اڑتی ہے تیرا کوئی حساب و کتاب نہیں۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں میں دنبہ ہوتا مجھے گھر والے خوب پالتے، جب میں خوب بڑا ہو جاتا تو مجھے وہ ذبح کرتے کچھ حصہ

ثم اکلونی ثم القونی عذرۃ فی الحش وانی لم اکن خلقت بشرا

(حیات صحابہ' ۲-۱۰۹)

بھون لیتے اور کچھ کو خشک کر لیتے یا تمام کو کھا لیتے پھر مجھے بصورت گندگی خارج کر کے گندگی میں ڈال دیا جاتا کاش میں بطور انسان پیدا نہ کیا جاتا۔

۲۴۔ میں نے کثیر ظلم کیے

یہاں ایک دعا کا تذکرہ بھی ضروری ہے جس کی تعلیم سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ اے ابوبکر اپنی نماز میں یہ دعا مانگا کرو۔

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما" کثیرا" ولایغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم

(البخاری' باب الدعا قبل السلام)

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے تیرے سوا کوئی گناہ معاف فرمانے والا نہیں' مجھے اپنی خصوصی بخشش عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو ہی پردہ ڈالنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۲۵۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے۔

یالیتنی کنت کبش اھلی یسمنونی مابدالھم حتی اذاکنت اسمن ماکون زارھم بعض من یحبون' فجعلوا بعضی شواء وبعضی قدیرا" ثم اکلونی فاخرجونی عذرۃ ولم اکن بشرا

(الحلیہ ۱ - ۵۲)

کہ کاش میں دنبہ ہوتا مجھے گھر والے خوب فربہ کرتے مجھے ذبح کرتے کچھ بھون لیتے اور کچھ خشک کر لیتے پھر مجھے کھا جاتے اور مجھے بصورت گندگی نکالتے کاش میں انسان نہ ہوتا۔

حنظلہ منافق ہوگیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

یہ آپؐ کے کاتب بھی تھے۔ ان کا بیان ہے ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے آپ نے مجھے پوچھا

کیف انت یا حنظلہ — اے حنظلہ تم کیسے ہو؟

میں نے عرض کیا۔

نافق حنظلة — حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے

آپ نے فرمایا سبحان اللہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔

نکون عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یذکرنا بالنار والجنة کانا رای عین — جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو جنت و دوزخ کا گویا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں۔

مگر جب آپ ﷺ کی صحبت سے گھر جاتے ہیں تو ہماری حالت یہ ہو جاتی ہے۔

عافسنا الازواج والاولاد و الضیعات نسینا کثیرا" — بیویوں، اولاد اور کاروبار میں مشغول ہو کر غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہماری حالت بھی یہی ہے

سیدنا صدیق اکبرؓ نے میری بات سنی تو کہنے لگے۔

فواللہ انا لنلقی مثل ھذا — اللہ کی قسم ہماری حالت بھی یہی ہے۔

دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہمیں اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنا چاہیے ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، میں نے عرض کیا۔

نافق حنظلة یا رسول اللہ — اے اللہ کے رسول حنظلہ منافق ہوگیا

آپ ﷺ نے فرمایا حنظلہ ہوا کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ

نکون عندک تذکرنا بالنار والجنة کانا رای عین — جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو گویا ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

جب آپؐ کے پاس سے اٹھ کر گھر جاتے ہیں تو

عافسنا الازواج والاولاد والضیعات نسینا کثیرا — بیویوں، اولاد اور کاروبار میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے غافل ہو جاتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بات سن کر فرمایا

والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم و فی طرقکم و لکن یا حنظلہ ساعة و ساعة ثلث مرات (المسلم) — مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اسی حالت پر رہو جیسے میرے پاس اور ذکر میں ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے ساتھ بستروں اور راستوں میں مصافحہ کریں مگر اے حنظلہ یہ مختلف احوال ہیں

اس سے بھی آگے بڑھو اور سنو

حضرت عمر فاروقؓ کا سوال کیا میں منافق تو نہیں ہوں؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا علم سب سے زیادہ عطا فرمایا تھا، یہی وجہ ہے صحابہ منافقین کے بارے میں ان سے اکثر پوچھا کرتے تھے، امام شمس الدین ذہبی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

وقدنا شدہ عمرا انا من المنافقین وفقال لا ولا ازکی احدا بعدک
(سیر اعلام النبلاء، ۲-۳۶۴)

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں منافقین میں شامل تو نہیں؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں لیکن آج کے بعد کسی کا تزکیہ بیان نہیں کروں گا۔

کیا میں ان میں سے ہوں؟

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ میں نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرے پاس مال و دولت سب سے زیادہ ہے، میں ڈرتا ہوں کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں انہوں نے فرمایا بیٹے اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ان من اصحابی لمن لا یرانی بعد ان اموت ابدا

کچھ لوگ میرے وصال کے بعد میری زیارت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائیں گے۔

میں یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو وہ ام المومنین کے پاس آئے اور عرض کیا۔

انشدک باللہ امنھم انا؟

تمہیں اللہ کی قسم میرے بارے میں بتاؤ کیا میں ان لوگوں میں سے ہوں؟

انہوں نے فرمایا

اللھم لا ولن ابری بعدک احد
(مسند احمد، ۲۳۱، ۳۳۷)

آپ ان میں سے نہیں اور میں آپ کے بعد کسی کی برأت بیان نہیں کروں گی۔

یہاں چند باتیں نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

۱۔ کیا حضرت حنظلہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما واقعتاً منافق ہو گئے تھے ہرگز نہیں۔
۲۔ جب وہ منافق نہیں یقیناً نہیں تو پھر کیا وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔
۳۔ غلط بیانی بھی نہیں ورنہ سیدنا ابوبکر ان کی تائید نہ کرتے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تائید نہ کرتے۔
۴۔ نفاق بھی نہیں، غلط بیانی بھی نہیں آخر کیا ہے؟
۵۔ ہر ذی شعور و فہم یہی کہے گا کہ یہ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں خوف و خشیت اور تواضع و انکساری کا اظہار ہے۔
۶۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی بھی کہہ رہا ہے کہ ہماری بھی یہی کیفیت ہوتی ہے کیا معنی ہے اس بات کا؟
۷۔ آخری سوال یہ ہے کہ کیا اپنے آپ کو سگ کہنا برا ہے یا منافق کہنا بدتر ہے؟

یقیناً منافق کہنا بدتر ہے، جب ایسے کلمات بھی بطور خوف و خشیت کے جا سکتے ہیں جو سگ کہنے سے بھی بدترین ہیں اور پھر یہ کلمات سیدنا صدیق اکبر اور پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کہے جا رہے ہیں ان دونوں نے اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی بلکہ ایسی کیفیت کی تائید کی اور دلاسہ دیا فکر نہ کرو ایسی کیفیت دنیا میں ہوتی رہتی ہے۔

جب اپنے آپ کو سگ کہنے والوں پر آپ کا یہ فتویٰ ہے کہ انہوں نے

انسانیت کی تذلیل کی ہے تو ان صحابہ کرام کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں توبہ وغیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ انہیں اطمینان دلایا، ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہو گا؟

غور تو کیجئے

دیکھا سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کیا بننے کی آرزو کر رہے ہیں؟ کیا یہ انسانیت کی تذلیل ہے ہرگز نہیں بلکہ اپنے رب کا خوف ہے یہ کسی انسان میں جتنا ہو گا وہ اتنا ہی اعلیٰ انسان قرار پاتا ہے' اگر یہ حضرات اپنے آپ کو مینگنیاں اور گندگی قرار دیتے ہیں تو ہم اگر اپنے آپ کو سگ قرار دیتے ہیں تو کیوں حق بجانب نہ ہوں گے۔

تواضعاً" سگ بننا اور بات ہے

یہاں یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ حقیقتاً سگ ہونا اور بات ہے اور تواضعاً" سگ بننا اور کہلوانا اور بات ہے۔ ان دونوں کو یکساں قرار دینا محض جہالت و حماقت ہے مثلاً زید کو اگر شیر کہا جائے تو اس سے اس کا جنگلی شیر بن جانا کہاں لازم آجاتا ہے ہر ذی شعور یہی سمجھے گا کہ اس سے مراد زید کا بہادر و نڈر ہونا مراد ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اپنے آپ کو سگ کہتا ہے تو اس سے مراد تواضع و انکساری ہی ہو گا۔

۱۔ اللہ و رسول کا شیر

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ و رسول کا شیر قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ میرے پاس جبریل امین آئے انہوں نے بتایا۔

ان حمزۃ بن عبدالمطلب مکتوب فی اھل السموات السبع اسد اللہ واسد رسولہ

سات آسمانوں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت حمزہ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔

(ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ' ۱۸۶)

حضور ﷺ نے جب غزوہ حنین کے موقع پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا چچا حمزہ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان عطا فرما دیا۔

یقال لابی سفیان بعد ذلک اسد اللہ واسد الرسول

اس کے بعد حضرت ابوسفیان کو اللہ و رسول کا شیر کہا جاتا رہا۔

(الطبقات الکبریٰ' ۴-۵۲)

۲۔ اسد اللہ حضرت علی کا لقب ہے

اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام امت اسد اللہ (اللہ کا شیر) کہتی ہے' خطبات میں آپ کا یہی لقب خصوصی طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ اور اس کا رسول ہم سے بہتر جانتے ہیں کسی کو کیا قرار دینا ہے' کیا اس سے یہ لوگ انسان نہیں رہے کیا حقیقتاً وہ جنگلی شیر بن گئے' مقصد تو ان کی بہادری کا بیان ہے جو واقعتاً ان میں کاملاً" موجود تھی بلکہ تمام دنیا کے شیر ان سے بہادری کی خیرات مانگتے ہیں۔

۳۔ اللہ کی تلوار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے تلوار قرار دیا۔

سیف من سیوف اللہ

اللہ کی تلواروں میں سے تلوار ہیں۔

۴۔ اے مٹی کے باپ اٹھ

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت علی کو وہاں موجود نہ پایا تو پوچھا بیٹی علی کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مسجد میں ہیں۔ آپ وہاں تشریف لے گئے دیکھا علی زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی چادر پشت سے نیچے گری ہوئی ہے۔

فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح عن ظھرہ یقول اجلس ابا تراب

رسول اللہ ﷺ نے آپ کی پشت سے مٹی جھاڑنا شروع فرمائی اور فرمایا اے مٹی کے باپ اٹھو۔

اس کنیت کی پسندیدگی

صحابہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کو یہ کنیت [illegible] پسندیدہ تھی۔

والله ماكان اسم احب الى علی منه لان ماسماه اياه الارسول الله صلى الله

(بخاری و مسلم)

اللہ کی قسم علی کو اس [illegible] کر کوئی نام پسند نہ تھا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تھی۔

۵- اے بلیوں کے باپ

حضور ﷺ کے ایک مشہور صحابی کی کنیت ابوہریرہ [illegible] عبدالرحمن ہے مگر کنیت کے نام سے معروف ہیں یہ کنیت [illegible] ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔

تو کشتی ہی ہے

حضرت سفینہؓ کا اسم گرامی مہران اور آپ کا [illegible] سے آپ مشہور و معروف ہیں۔

سعید بن جمعان کہتے ہیں میں نے آپ سے نام کے بارے [illegible]

سمانی رسول الله صلى الله عليه وسلم سفينة

مجھے رسول اللہ ﷺ [illegible] عطا فرمایا ہے۔

میں نے عرض کیا

لم سماک

کشتی نام رکھنے کی وجہ [illegible]

آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ [illegible] کچھ صحابہ پر سامان اٹھانا مشکل ہوگیا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔

ابسط کساک

اپنی چادر بچھاؤ۔

[illegible] چادر بچھا دی۔ تمام صحابہ نے اپنا اپنا سامان اس میں ڈال دیا، [illegible] ﷺ نے فرمایا:

[illegible] سفينة

سامان اٹھاؤ تم تو کشتی ہی ہو۔

[illegible] میں سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ (المعارف، ۱۴٦)

[illegible] آپ نے "انما انت" کے الفاظ استعمال فرمائے جو حصر کا فائدہ دیتے [illegible] ہے کہ تم کشتی کے علاوہ کچھ نہیں ہو اس کے باوجود کیا ان کی [illegible] کیا ان کی یہ تذلیل تھی؟ کیا حبیب خدا ﷺ سے ایسی چیز [illegible] نہیں۔

[illegible] اٹھانے والا اونٹ ہو

[illegible] عبداللہ بن مسلم، ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ [illegible] ساتھیوں کے لیے اپنا سامان اٹھانا دشوار ہوگیا۔

[illegible] يطرحونه على فمر بی [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] زاملة

(تاریخ الاسلام للذھبی، ۱-۲۸۴)

تو انہوں نے مجھ پر سامان ڈالنا شروع کر دیا۔ حضور سرور عالم ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا تم تو بوجھ اٹھانے والا اونٹ ہو۔

[illegible] سراپا گلاب ہو

[illegible] ابوالوردؓ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ [illegible] دیکھا تو خوب سرخ پایا آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

[illegible] ابو ورد

تو سراپا گلاب ہے۔

([illegible] ۱۳-۱۸۳)

۹۔ ایک صحابی کا لقب حمار ہے۔

احادیث صحیحہ میں ایک ایسے صحابی کا تذکرہ بھی ملتا ہے جن کا اسم گرامی عبداللہ اور لقب حمار ہے یہ مضحک النبی (حضورؐ کو ہنسانے والے) ہیں۔ ان روایات کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان رجلا علی عهد النبی علیه السلام کان اسمه عبدالله وکان یلقب حمارا وکان یضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان النبی صلی الله علیه قد جلده فی الشراب فاوتی به یوما فقال رجل من القوم اللهم العنه ماأکثر مایؤتی به فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاتلعنوه فوالله ماعلمت الا انه یحب الله ورسوله

حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں ایک شخص تھا اس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا وہ آپؐ کو ہنساتا آپ نے اسے شراب پینے پر حد لگائی۔ ایک دن اسے آپ کی خدمت میں لایا گیا تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ اس پر لعنت فرما اسے اتنی دفعہ حد کے لیے لایا گیا ہے تو آپؐ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

(البخاری، باب یکرہ من لعن الشارب)

یہ روایت مسند ابویعلی میں حضرت عمرؓ سے ہی یوں مروی ہے۔

ان رجلا کان یلقب حمارا" وکان یهدی لرسول الله صلی الله علیه العکة من السمن والعکة من العسل فاذا جاء صاحبها یتقاضاه جاء به الی رسول ﷺ فیقول یا رسول الله هذا ثمن متاعه فمایزید رسول الله ﷺ علی ان یتبسم

ایک شخص جس کا لقب حمار تھا وہ آپؐ کے لیے گھی اور شہد کی کپی لایا کرتا جب دوکاندار اس سے رقم کا مطالبہ کرتا تو اسے حضور ﷺ کے پاس لے آتا اور عرض کرتا یارسول اللہ ﷺ اسے اس گھی وغیرہ کی

قیمت ادا کر دیجئے۔ آپؐ تبسم فرماتے اور قیمت ادا کر دیتے۔

(مسند ابویعلی، ۱-۱۶۱)

بزرگان دین نے بھی اپنے آپ کو ہمیشہ کم سے کم اور پست سے پست سطح پر رکھا، کبھی بھی انہوں نے اپنی اشرفیت و تکریم کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا کیونکہ عاجزی تعلیماتِ شریعت کا نچوڑ اور اس کی روح ہے ہم یہاں صرف وہی پہلو ذکر کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے آپ کو سگ قرار دیا یا اسے بہتر کہا۔

کاش جامی تیرے کتے کا نام ہوتا

امام عبدالرحمٰن جامی جو کہ نامور عاشق رسول اور علوم دینیہ کے عظیم فاضل تھے' نفحات الانس اور فوائد ضیائیہ جیسے علمی شہ پاروں کے مصنف ہیں' علمی اور روحانی دنیا میں ان کی شخصیت مسلمہ ہے' سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت لکھنے میں اپنی مثل نہیں رکھتے۔

نسیما جانب بطحا گزرکن
ز احوالم محمد را خبر کن
مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا ایں کرم بار دگرکن

جیسی مقبول زمانہ نعت انہی کی ہے' وہ اپنی خواہش و آرزو کا اظہار ان کلمات میں کرتے ہیں۔

سگ را کاش جامی نام بودے
کہ امد بر زبانت گاہے گاہے

(کاش تیرے کتے کا نام جامی ہوتا تاکہ کبھی نہ کبھی آپ کی زباں پر ہی آ جاتا)

دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

پارہ ہائے دل صد بارو ھم مے آرم
تاشنیدم کہ سگ کوئے تو مہمان شد نیست

ایک اور مقام پر کہا۔

سگ تو دوش بحالی فغاں کناں فی گفت
خموش باش کہ از نالہ ات بدرد سریم

مگو جامی سگ ایں استانہ نیست
مکن زیں دائرہ بیرونم اے دوست

(یہ نہ کہو جامی اس بارگاہ کا سگ نہیں' اے دوست مجھے اس دائرہ سے باہر نہ نکالو)۔

کمترین صید توام' بیش سگاں خود فگن

(جامی کم تر شکار ہے اسے اپنے سگوں کے سامنے ہی ڈال دو)۔

حافظ شیرازی کی سنئے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کناں ہیں۔

شنید ام کہ سگاں را قلادہ مے بندی
چرابہ گردن حافظ نمے نہی رسنے

(میں نے سنا ہے آپ نے اپنے سگوں کے گلے میں پٹہ ڈال رکھا ہے تو حافظ کی گردن میں رسی کیوں نہیں ڈال رہے)

امام اہل محبت اور سگ بے ہنر

امام اہل محبت مولانا احمد رضا خاں قادری جنہیں اہل علم مجدد مائۃ حاضرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اسلام کے بارے میں جتنا مطالعہ اس شخصیت کا ہے شاید ہی ان کے دور میں ان کے کوئی ہم پلہ ہو' مخالفین تو ان کے علمی مقام کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اور اولیا کی خدمت میں کس طرح پیش کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور
ہاں تو کریم ہے تیری خو درگزر کی ہے
تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی کے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں، پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرستش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
(حدائق بخشش، ۱۷۸)

ایک اور نعت میں عرض کرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں
(حدائق بخشش، ۷۷)

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہا کی منقبت و شان میں لکھتے ہیں۔
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
(حدائق بخشش، ۲۳۵)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو

برصغیر کے عظیم عارف کامل حضرت سلطان باہو، شہنشاہ بغداد کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
سگ درگاہ میراں شوچوں خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی
(اے انسان اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو شیخ عبدالقادر جیلانی کے در کا سگ بن جا کیونکہ ان کے در کا سگ شیروں سے بھی زیادہ مقام رکھتا ہے)
فاضل بریلوی نے بھی ایک مقام پر یہی بات کہی ہے۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا
(حدائق بخشش، ۲۳۳)

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک منقبت لکھی جس کے دو اشعار یہ ہیں۔
بکن کارم گہ بنوائی غریبم درپریشانی
جہاں راہبر و پیرانی محی الدین جیلانی
سگ درگاہ جیلانی بہاء الدین ملتانی
لقائے دین سلطانی محی الدین جیلانی
(خم خانہ تصوف، ۶۵)

یعنی بہاء الدین زکریا، شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک سگ ہے۔

تینڈے در دے کتیاں نال ادب

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ جن کے کلام سے لوگ ایمان کی جلا حاصل کرتے ہیں، اپنے آپ کو کیا مقام دیتے ہیں۔
میں سگ آستاں رسالت ماب کا
ابن قحافہ کا اور ابن خطاب کا
عثماں کا علی کا حسن اور حسین کا
اور خواجگاں چشت عالی جناب کا

دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔
توڑیں دھوڑے دکھڑے کھانڈری ہاں
تینڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں
تینڈے باندیا دی میں باندڑی ہاں
تینڈے در دے کتیاں نال ادب

رومی کشمیر عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔

جنھاں عشق قبول نہ کیتا اینویں آ گئے
عشق باجھ محمد بخشا کیا آدم کیا کتے

جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے
مالک دے در راکھی کر دے صابر بھکے ننگے

آپ کے سگ کے ساتھ نسبت بے ادبی ہے

مشہور نعت گو جان محمد قدسی کہتے ہیں۔

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

(آپ کے سگ کے ساتھ نسبت کرکے شرمندہ ہوں کیونکہ آپ کے سگِ کوچہ کے ساتھ نسبت کرنا بھی بے ادبی ہے)۔

بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں۔

جو چھو بھی دیوے سگِ کوچہ تیرا اس کی نعش
تو پھر خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

لگے ہے سگ کو تیرے میرے نام سے گو عیب
پر تیرے نام کا لگنا مجھے ہے عز و وقار

امیدیں لاکھ ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہوا اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

بیدم وارثی کہتے ہیں۔

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کر پکاریں بیدم
یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

الغرض ان گنت اولیا صلحا اور اہل علم و معرفت نے خوف و خشیت الٰہی کے پیش نظر اور تواضع و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو سگ کہا ہے' یہ تمام لوگ شریعت سے ہم سے کہیں زیادہ آگاہ و واقف تھے' کیا ان لوگوں نے انسانیت کی تذلیل کی ہے' ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو ضرور دیگر اہل علم اس پہ اعتراض اٹھاتے' امام جامی سے لے کر میاں محمد بخش رحمہما اللہ تعالیٰ تک کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جو اسے انسانیت کی تذلیل تصور کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز اٹھاتا کیا ساری امت شریعت سے جاھل چلی آ رہی ہے؟ اور آج کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جنہیں شریعت کا وہ فہم نصیب ہوا ہے جو آج تک کسی مسلمان کو نصیب نہیں ہوا' اگر بات یہی ہے تو اپنے فہم کو پھیلائے مت اپنے تک ہی محدود رکھیے کیونکہ تمام مسلمان اس بات سے آگاہ ہیں جو اسلام کی معرفت ہمارے اسلاف کو حاصل تھی ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے اور انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھ رکھی ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا

(النساء - ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا رہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور سگ عمر سے محبت

ہم اپنی بات حضور ﷺ کے مقبول ترین صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس مبارک ارشاد پر ختم کر رہے ہیں' زر بن حبیش سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لقد احببت عمر حبا حتی لقد خفت اللہ ولوا نی اعلم ان کلبا" یحبہ عمر لاحببتہ ولوددت انی کنت خادما" لعمر حتی اموت

(فضائل الصحابہ للامام احمد' ۱' ۲۴۷)

میں عمر فاروق سے اتنی شدید محبت رکھتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتا ہوں اگر مجھے علم ہو جائے کہ فاروق اعظم کسی کتے سے محبت کرتے ہیں تو میں اس سے بھی محبت کروں گا۔ میں اپنی موت تک ان کا خادم ہوں۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محبوب سگ سے صحابہ کی محبت کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے والے سگ کے ساتھ محبت کا عالم کیا ہو گا۔

اگر ان دلائل کے بعد بھی بات سمجھ نہیں آتی تو نہ آئے بقول محترم بشیر حسین ناظم ہم تو یہی کہیں گے۔

میں سگ کوچہ پیغمبر ہوں — آپ جو کچھ بھی ہیں ہوا کیجئے

چوتھی صدی ہجری کے نامور بزرگ امام ابوبکر محمد بن خلف المرزبان (المتوفی ۳۰۹ ھ) نے "فضل الکلاب" کے نام سے مستقل کتاب تصنیف کی جو الدکتور محمد عبدالرحمن ویسی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ کتاب کے کل صفحات 111 ہیں۔ جو بیروت کے اشاعتی ادارے الیمامہ نے شائع کی ہے۔ اس کے سرورق کا عکس سامنے کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فضل الكلاب

على كثير ممن لبس الثياب

تأليف

الامام العلامة أبي بكر محمد بن خلف المرزبان

(المتوفى سنة ٣٠٩ هـ = ٩٢١ م)

تقديم وتحقيق وتعليق

الدكتور محمد عبد الرحمن ويسي

اليمامة
للطباعة والنشر والتوزيع
دمشق - بيروت

اعلحضرت فاضلِ بریلوی کے والدگرامی



محمد شہاب الدین رضوی

نماز

میں

خشوع و خضوع

کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

امیر کاروان اسلام، محقق العصر حضرت علامہ

مفتی محمد خان قادری

کی تصانیف

کاروان اسلام پبلیکیشنز